AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ادبی ترجمہ اور بین الثقافتی مکالمہ: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Literary Translation and Intercultural Dialogue: A Research and Critical Review

ڈاکٹر اسد محمود خان
ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدر شعبہ اردو / بین الاقوامی تعلقات، منہاج یونیورسٹی لاہور
ای میل: assadphdir@gmail.com

Abstract:

This research paper explores the significance of literary translation in facilitating intercultural dialogue, particularly within the context of Urdu literature. Literary translation acts as a bridge between cultures, offering a medium for sharing stories, values, and traditions. The study critically examines the challenges faced by translators in preserving the essence of the original text while making it accessible to different cultural audiences. Furthermore, it delves into the role of literary translation in promoting cross-cultural understanding and appreciation. Through a comprehensive analysis, this paper highlights the transformative power of translation in shaping intercultural relations and its potential to foster global empathy and cooperation.

Key Words: Literary Translation, Intercultural Dialogue, Urdu Literature, Cross-Cultural Understanding, Translation Challenges, Cultural Preservation, Global Empathy,

ملخص:

مکالمے کے قیام میں اس کا کردار۔ ادبی ترجمہ ثقافتوں کے درمیان ایک پل کا کام کرتا ہے، جو کہ کہانیاں، اقدار اور روایات کے تبادلے کے لیے ایک وسیلہ فراہم کرتا ہے۔ اس تحقیق میں مترجمین کو درپیش مشکلات کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے، جن کا مقصد اصل متن کی نوعیت کو برقرار رکھتے ہوئے اسے مختلف ثقافتی سامعین تک پہنچانا ہوتا ہے۔ مزید برآں، یہ مقالہ ادبی ترجمہ کے ذریعے بین الثقافتی سمجھ بوجھ اور قدر کی اہمیت پر

روشنی ڈالتا ہے۔ ایک جامع تجزیے کے ذریعے، یہ مقالہ ترجمہ کی طاقتور تبدیلی کو اجاگر کرتا ہے جو بین الثقافتی تعلقات کو تشکیل دیتی ہے اور عالمی ہمدردی اور تعاون کو فروغ دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

کلیدی الفاظ: اردو ادب، ادبی ترجمہ، بین الثقافتی مکالمہ، ترجمے کی مشکلات، ثقافتی تحفظ، عالمی ہمدردی

ادبی ترجمہ ایک ایسا عمل ہے جس میں زبانوں کا سنگم ہوتا ہے، جہاں الفاظ اور خیالات ایک لسانی سرحد سے دوسری سرحد تک سفر کرتے ہیں، اور اس دوران ثقافتی معانی، تاریخی پس منظر، اور جمالیاتی حسن کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ یہ صرف ایک ترجمے کا عمل نہیں، بلکہ ایک تخلیقی سفر ہے، جہاں مترجم نہ صرف الفاظ کو منتقل کرتا ہے بلکہ اس متن کی روح کو بھی نئی زبان میں زندہ کرتا ہے۔ اردو ادب میں ترجمہ نگاری کا آغاز ایک قدرتی اور تاریخی عمل کے طور پر ہوا، جس نے اردو کو عالمی ادب سے جوڑا اور اس کے افق کو وسیع کیا۔ ترجمہ کی یہ فنون اور علوم میں تبدیلیاں، ادب کے ساتھ ساتھ سماجی اور ثقافتی سطح پر بھی اثرات مرتب کرتی ہیں۔ اس کے ذریعے ایک زبان میں بیان کی گئی کہانیاں اور خیالات، دوسری زبان کے قارئین کے لیے نئے زاویے کھولتی ہیں اور مختلف ثقافتوں کے درمیان ایک پل کی حیثیت اختیار کرتی ہیں۔ اردو ادب کی تاریخ میں ادبی ترجمہ ایک اہم سنگ میل ثابت ہوا ہے۔ جب مختلف ثقافتوں اور زبانوں کے ادب کا اردو میں ترجمہ کیا گیا، تو نہ صرف ان متون کو نئی زندگی ملی بلکہ اردو ادب میں نئی جہتوں کا اضافہ بھی ہوا۔ مغربی ادب، فارسی، عربی، اور انگریزی ادب کے ترجمے نے اردو ادبیات میں نہ صرف زبانوں کے ملاپ کو ظاہر کیا بلکہ عالمی سطح پر اردو ادب کے بارے میں آگاہی بھی بڑھائی۔ اس عمل کے ذریعے اردو ادب میں نئی فکر، نئی زبان اور نئے موضوعات کی نمائندگی ہوئی، جو پہلے اردو میں موجود نہیں تھے۔ ترجمہ ایک ایسا فن ہے جس میں مترجم نہ صرف لغوی سطح پر کام کرتا ہے بلکہ وہ متن کے پس منظر، جذباتی نوعیت، اور ثقافتی اہمیت کو بھی نئی زبان میں منتقل کرتا ہے۔ اس عمل کی پیچیدگی یہ ہے کہ مترجم کو دونوں زبانوں کی تہذیبوں اور ثقافتوں کی عکاسی کرنی ہوتی ہے، تاکہ اصل اثر برقرار رہے اور نئی زبان میں بھی اسے وہی اہمیت مل سکے جو اصل زبان میں تھی۔

سہیل احمد فاروقی، "ادبی ترجمہ" میں رقمطراز ہیں:

> " ادبی ترجمہ وہ عمل ہے جو نہ صرف الفاظ کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرتا ہے، بلکہ یہ مختلف ثقافتوں کو آپس میں جوڑتا ہے۔ یہ فن ادب کی گہرائیوں میں جھانک کر اصل معنی اور جذبات کو نئی زبان میں منتقل کرتا ہے، جس سے ایک عالمی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ ترجمہ کے ذریعے ہر زبان کی کہانی کو عالمی سطح پر سننے کا موقع ملتا ہے، جو انسانوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط کرتا ہے۔ "(1)

اردو ادب میں ترجمہ کی اہمیت کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعے نہ صرف عالمی ادب کو اردو قارئین تک پہنچایا گیا بلکہ اردو ادب میں بھی ان عالمی اثرات کو شامل کیا گیا۔ اس کے ذریعے اردو ادب نے اپنے آپ کو عالمی سطح پر تسلیم کرایا اور اسے ایک نیا مقام دیا۔ اردو کے مختلف ادیبوں نے عالمی ادب سے متاثر ہو کر نئے خیالات اور موضوعات کو اردو میں پیش کیا۔ ترجمہ کی اس فن سے اردو کے ادیبوں نے عالمی ادب کے ذائقے کو اپنی تخلیقات میں شامل کیا، جس سے اردو ادب کا منظر نامہ بدل گیا۔ ادبی ترجمہ کی اہمیت محض اس کے لغوی پہلو میں نہیں بلکہ اس میں چھپے ہوئے ان ثقافتی، سماجی، اور سیاسی اثرات میں بھی ہے جو اس عمل کے ذریعے سامنے آتے ہیں۔ مترجم ایک ثقافتی سفیر کی حیثیت سے کام کرتا ہے، جو ایک زبان اور ثقافت کو دوسری زبان اور ثقافت میں منتقل کرتا ہے، اور اس کے ذریعے ایک عالمی سطح پر انسانی تجربات کی ہم آہنگی کو بڑھاتا ہے۔ ادبی ترجمہ کا عمل، جہاں ایک طرف زبانوں کے درمیان پل کا کردار ادا کرتا ہے، وہاں دوسری طرف یہ عالمی سطح پر انسانی تجربات کے اشتراک کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ جب ایک ادبی تخلیق دوسری زبان میں ترجمہ ہوتی ہے تو وہ نہ صرف اپنی اصل زبان کے قارئین تک پہنچتی ہے بلکہ ایک نئے حلقے میں بھی اپنی جگہ بناتی ہے۔ یہ عمل مختلف قوموں، ثقافتوں، اور زبانوں کے مابین سمجھ بوجھ بڑھاتا ہے، جو عالمی سطح پر امن، ہم آہنگی، اور اتحاد کے لیے ضروری ہے۔ اس کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ ترجمہ ادب کو عالمی سطح پر پہنچانے کا ایک ذریعہ بنتا ہے، اور اس کے ذریعے عالمی ادب کی اہمیت اور مقبولیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ادبی ترجمہ کا عمل نہ صرف ایک زبان سے دوسری زبان تک الفاظ کی منتقلی ہے، بلکہ اس میں زبانوں کے ثقافتی مابین تبادلے اور اثرات کا ایک پیچیدہ سلسلہ شامل ہوتا ہے، جو ادب کے ذریعے انسانوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط کرتا ہے۔

ادب کا دامن، ترجمے کی کناری سے جہاں خوشنما ہوتا ہے وہاں وسیع و عریض بھی ہو جاتا ہے۔ تخلیق کار، احساس، خیال اور ادراک کی زبان جانتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ زمان و مکان کی حدود میں اپنی پہچان

رکھتی، بناتی اور بنانے کا مزاج رکھتی ہے۔ زمین و زمان کی وسعت پذیری نے جہاں تخلیق، تخلیق کار اور قاری کی زبان و بیان کا حلقہ تاثیر وسیع کیا وہاں احساس، خیال اور ادراک کی اثر پذیری کا دائرہ بھی بڑھا دیا ہے۔ یُوں انفرادی فکر و تہذیبی شعور نے اجتماعیت کا سفر طے کیا ہے۔ آج ایک سے زائد زبانیں، ایک سے زائد کرنسی اور ایک سے زائد فکری رابطوں کا اظہاریہ معاشی، معاشرتی اور تہذیبی معاملات کو بطریق احسن نبھانے میں معاون و مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ اجتماعیت کے سفر میں فکری شعور کی ترجمانی نے تراجم کی راہ ہموار کی اور دیگر کئی اصناف کے ساتھ کہانی خصوصاً ناول اور افسانہ اجتماعیت کے سفر پر کہانی کار کی زبان سے کئی دوسری زبانوں میں داخل ہو گئی۔ کہانی کا زبانی پیرہن بدلنے کی ضرورت و اہمیت تبھی اپنی جگہ طے پا گئی تھی جب معاشی و معاشرتی ضرورتوں نے تجارت اور لین دین کے تقاضوں کے پیش نظر باہمی روابط کو رائج کیا اور مشترکہ زبان و بیان کی خواہش و کوشش نے جنم لیا۔ اگرچہ مالی معاملات نے فکر شعور اور علمی و ادبی ضرورتوں کے فروغ میں بھی ایک اہم اور بنیادی کردار ادا کیا جس نے اجتماعی فکر شعور کی بنیاد رکھی اور ایک جامع کہانی کی سمت سفر بڑھایا۔ باہمی ارتباطی مکاتب و ابلاغ کی خبر گیری نے تراجم کی اہمیت کو کئی چند بڑھا وا دیا اور ایک نئی، مربوط اور جامع صنفِ ادب کی تازہ کاری کو پروان چڑھایا۔ ترجمہ، دراصل ایک مقام سے دوسرے مقام، ایک ملک و قوم سے دوسرے ملک و قوم یا ایک زبان سے دوسری زبان، ایک کہانی سے دوسری کہانی، ایک کہانی کار سے دوسرے کہانی کار میں منتقلی کا سفر طے نہیں کرتا بلکہ ایک فکر، ایک شعور، ایک تہذیب منتقلی کے سفر سے گزرتی اور جگہ بناتی ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی رقمطراز ہیں:

> "ترجمہ نگاری، زبان میں نئے تصورات کو متعارف کرانے کی اجازت دیتی ہے جس میں علمی انضمام اور توثیق کا عمل جاری رہتا ہے۔ مزید برآں زبان کا حصول مؤثر طریقے سے بات چیت کرنے کی صلاحیت کو بڑھاتا ہے اور نئے مواقع فراہم کرتا ہے۔"(2)

سیفٹکو، نکولس نے انتھونی برجیس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

> "ترجمہ صرف الفاظ کا معاملہ نہیں ہے: یہ ایک پوری ثقافت کو فہم بنانے کا معاملہ ہے۔ " (3)

مشرقی ایشیا اور اس سے آگے ثقافتی حدود میں ایتالو کالوینو کے حوالے سے لکھا ہے:

> "ترجمہ کے بغیر میں اپنے ہی ملک کی سرحدوں تک محدود رہوں گا جب کہ ترجمہ مجھے دنیا سے متعارف کراتا ہے۔ " (4)

جیلانی کامران، "ترجمے کی ضرورت واہمیت" میں لکھتے ہیں :

> "ترجمہ نگاری، جہاں انسانی علم کو وسعت دینے اور ذہن کے افق کو وسیع کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے، وہاں ثقافتی اور فکری ضرورتوں کو بھی مخاطب کرتی ہے۔ دوسرے ترجمہ کا عمل لسانی ساخت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے جو نئے علوم سے آشنا ہونے کے لیے ذہن کو مختلف انواع سے روشناس کرتا اور فکر و عمل کے نئے اور اختراعی طریقے دریافت کرنے میں مدد دیتا ہے۔"(5)

یہ ایک ادبی حقیقت ہے کہ ترجمے کا دامن جتنا خوشنما دکھائی دیتا ہے، اُتنا وسیع وعریض بھی ہوتا ہے۔ ترجمہ ہوتا کیا ہے اور کیا اِس کی تعریف، تفہیم کا معاملہ سلجھا سکتی ہے۔ لفظ ترجمہ عربی زبان سے مشتق ہے جو ساخت اور معانی کے اعتبار سے ایسے ہی اردو زبان وبیان میں شامل ہُوا ہے۔ تعریف و تفہیم کے اعتبار سے ترجمہ: ایک کام یا کارروائی یا ایک کسی خاص مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اُٹھائے گئے اقدامات یا اقدامات کا سلسلہ جو ایک زبان سے دوسری زبان میں پیش کیا جائے یا ایک مختلف مادہ، شکل، یا ظاہری شکل میں تبدیل کرنے کا عمل ترجمہ ہو گا۔ کسی دوسری زبان میں لکھی یا بولی جانے والی کسی چیز کو تبدیل کرنے کا عمل؛ ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنے کا عمل یا سلسلہ؛ تحریر یا تقریر کا ایک ٹکڑا ہے جو کسی دوسری زبان سے منتقل کیا گیا ہے؛ بولے گئے یا تحریری الفاظ جو ایک مختلف زبان میں تبدیل ہو گئے ہیں؛ کسی چیز کا ایک زبان سے دوسری زبان میں اظہار کرنے کا عمل؛ ایک زبان کی لغت کو دوسری زبان میں بیان کرنا، ایک زبان سے دوسری زبان میں بیان کیا ہوا یا منتقل کیا ہوا (مطلب و معنی)؛ ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی چیز کا تحریری یا زبانی لفظی بدلاؤ جو ایک ہی معنی رکھتا ہے۔

ڈاکٹر رشید امجد ترجمے کی تعریف میں لکھتے ہیں:

> "ترجمہ نگاری، ایک تخلیقی کھڑکی کے طور پر کام کرتی ہے جس کے ذریعے ہمیں مختلف ممالک کی کہانیوں اور کرداروں کو دیکھ سکتے ہیں۔ تاہم عصر حاضر میں اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے جو عالمی فکری اور ادبی معاملات میں ہماری شمولیت کے لیے ضروری ہیں۔"(6)

گوئٹے لکھتا ہے:

> "جو مترجم اپنے آپ کو کم و بیش اپنے اصل سے جوڑتا ہے وہ اپنی قوم کی اصلیت کو ترک کر دیتا ہے اور یوں ایک دوسرا وجود عمل میں آتا ہے جو سب سے پہلے ایک مشترکہ تخلیقی حظ کو محسوس کرتا ہے۔ "(7)

ترجمہ نگاری کا فن، تخلیق کار کا آئینہ ہے، ترجمہ نگار کا نہیں کہ تخلیق میں تخلیق کار اپنے پُورے قد کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور ترجمے میں اس قد کا قائم رہنا دراصل ترجمہ نگار کا قد بڑھاتا ہے۔ سماجی، معاشرتی، لسانی، فکری اور زبان و بیان کی ترسیل اور ترقی دراصل ایک بڑے کینوس پر جمع ہونے والے کہانی کا منظرنامہ بنتا ہے جہاں کئی منظر ایک وقت میں کئی کرداروں کے روپ میں ایک تخلیق کار کے سامنے جمع ہو جاتے ہیں۔ تاریخچوں میں درج کہانیوں سے ترجمہ نگاری کی روایت کا سرا پکڑنے میں آسانی ہو جاتی ہے جہاں مصر و بغداد اور ایران کے علم و ادب کے علم برداروں نے زبان و بیان کی قید سے بالاتر ہو کر علمی و فکری شعور کی تاثیر سمیٹے شاہ پاروں کو اپنی اپنی مروجہ زبانوں میں منتقل کرنے کا جان جوکھم کشٹ کاٹا اور اپنی اپنی سلطنتوں کے طول و عرض میں علمی و فکری خزانوں کو بانٹنے کا اہتمام کیا۔ اردو زبان میں ترجمہ نگار کے فن کی ابتداء پندرھویں صدی کے آخر میں اپنی اولین صورت کے ساتھ دکھائی دیتی ہے۔ اگرچہ یہاں ترجمے اور تشریح کے درمیاں موجود ایک باریک لکیر کہیں کہیں اپنا راستہ بدل جاتی ہوئی بھی دکھائی دیتی ہے لیکن بہر طور بڑی منزل کے حصول میں چھوٹی مشکلات سہہ جانا کامیابی کی دلیل بنتا ہے۔

پروفیسر مسکین علی حجازی، ترجمے کی ایسی مشکل صورتی بارے لکھتے ہیں:

> "زبانوں کے درمیان علمی ادبی اور تخلیقی مواد کا ترجمہ کرنا ایک انتہائی محنت طلب کوشش ہے جس کے لیے نہ صرف موضوع، ادب یا فن کی مخصوص صنف میں مہارت کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ دونوں زبانوں میں مکمل عبور کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ "(8)

ڈاکٹر جمیل جالبی کو ترجمہ نگاری کی مشکلات کا ادراک حاصل تھا جس کا اظہار یُوں کرتے ہیں:

> " ترجمہ ایک مشکل کام ہے جو مترجم کی انفرادیت، خیالات اور تحریر کے انداز سے پیچیدہ طور پر جڑا ہوا ہے۔ ایک طرف، مترجم جس زبان کا ترجمہ کیا جا رہا ہے اس کی ثقافت کی طرف متوجہ

> ہوتا ہے، لیکن دوسری طرف، جس زبان میں ترجمہ کیا جا رہا ہے، اس کی ثقافت مترجم کی اپنی شناخت کو مجروح کرتی ہے۔"(9)

سولھویں اور سترھویں صدی میں اردو زبان و ادب نے فکری و شعوری سطح پر ترقی و ترویج کی نئ منازل طے کیں اور یہی وہ دور رہا کہ جب ترجمہ نگاری نے بھی ادبی صنف کے طور پر اپنی بہتر شناخت کی سمت سفر طے کیا۔ مغلیہ دورِ حکومت میں فنونِ لطیفہ کی مجوعی ترقی اور بہتری نے علم و ادب کی ترقی کے کئ باب لکھے جن میں ایک باب ترجمہ نگاری کا بھی شامل تھا۔ تاریخی حوالوں کی چھان بھٹک کے بعد اردو میں ترجمہ کی روایت کا حاصل پہلی تصنیف عبداللہ حسینی کی 'نشاۃ العشق'، کچھ حوالوں میں شاہ میراں جی کی 'تمہداتِ ہمدانی اور بعض حوالوں میں ملا وجہی کی 'سب رس' کو قرار دیتے ہیں۔ بہر طور سترھویں صدی نے ترجمہ نگاری میں کئ اہم اہداف عبور کیے اور سفر بڑھایا جو شاہ ولی اللہ کی تصنیف 'معرفت السلوک' تک گیا۔ اٹھارویں صدی کے آغاز نے 'طوطی نامہ'، 'کربل کتھا'، 'چندر بدن مہیار'، اور 'یوسف و زلیخا' نے کمالِ فن کی جانب قدم بڑھائے۔ شاید! ایسی ہی کسی صورت کو محسوس کرتے ہُوئے ڈاکٹر سید عابد حسین عابد لکھتے ہیں:

> "ترجمہ اس وقت ادبی خوبی حاصل کرتا ہے جب وہ اصل کام کے معنی، جوہر، باریکیوں اور جمالیاتی خوبیوں کو دوسری زبان میں کامیابی کے ساتھ پہنچاتا ہے۔"(10)

ماریس بلانچوٹ ایسی ہی صورت بارے رقمطراز ہے:

> "مترجم زبانوں کے فرق کا راز دار ہوتا ہے، ایک ایسا فرق جسے وہ ختم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، بلکہ اسے استعمال کرتا ہے جب وہ اپنی زبان پر متشدد یا لطیف تبدیلیاں لاتا ہے، اس طرح اس کے اندر اس کی موجودگی بیدار ہوتی ہے جو اصل میں اصل سے مختلف ہے۔"(11)

انیسویں اور بیسویں صدی نے شعوری، فکری اور لسانی ترقی کی نئ منازل طے کیں اور خصوصاً کہانی نگاری جس میں ناول بالعموم اور افسانہ بالخصوص اپنی نئ شکل و صورت کے ساتھ دنیائے ادب میں نمودار ہُوا۔ آج خبروں کی بہتات کے درمیان جہاں کہانی کی شکل و صورت بچانے اور محفوظ رکھنے کے لیے مخلص اور حقیقی تخلیق کار کی ضرورت ہے وہاں ایک جاندار اور اصلی مترجم کی ضرورت کہانی کی ضرورت بن چکی ہے۔ موجودہ ترقی و تیزی نے زبانوں کی دوری ایک بٹن کی دوری پر رکھ دی ہے جہاں قاری خود کی پسند کو من مرضی کے زبانی قالب میں ڈھال کر چاہ اُتار سکتا ہے لیکن تخلیق اور ترجمے کی تاثیر کا حظ نہیں لے سکتا۔ ایسی

صورت میں ترجمہ نگاری کا فن جہاں وقتی اہم ضرورت بن جاتا ہے وہاں مترجم تخلیقی عمل کا ایک اہم ستون ہو جاتا ہے جس پر اجتماعیت کی فکری و تہذیبی عمارت سلیقہ مندی بلندیوں کی جانب اُٹھتی دکھائی دیتی ہے۔ شعور اور تہذیب یا تہذیب اور شعور باہمی پیش رفت، ترقی اور وسعت کا معاملہ ہے جہاں اولذ کر خوبیوں کی ترتیب کہیں کہیں پر ادل بدل بھی ہو سکتی ہے جو معاشرت و تہذیب کی ترقی اور شعور کی ترقی، تربیت اور ترتیب کا دو طرفہ رویہ ہو سکتا ہے۔ البتہ تہذیبی شعور، فکری شعور کا شاخسانہ دکھائی دیتی ہے جہاں فنونِ لطیفہ اور بالخصوص علم ادب کی ترقی، تربیت اور ترتیب کلیدی کردار ادا کرتی دکھائی دیتی ہے۔ فکری شعور نے فکر و خیال، تخلیق و تحقیق کی رو میں جنم لینے والی اصنافِ ادب کی پرورش کی جس نے ادبی شعور کا دامن وسیع تر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

ادبی ترجمہ اور بین الثقافتی مکالمہ کے درمیان گہرا تعلق ہے کیونکہ دونوں ہی انسانوں کو مختلف ثقافتوں، خیالات، اور تجربات کے قریب لانے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ ادبی ترجمہ کا مقصد صرف ایک زبان سے دوسری زبان میں الفاظ کا تبادلہ نہیں ہوتا، بلکہ اس کا مقصد ایک ثقافت کی زبان، رسوم، روایت، اور تاریخ کو دوسری زبان کے قارئین تک پہنچانا ہوتا ہے۔ ترجمہ اس بات کا ضامن ہوتا ہے کہ ایک ثقافت کا ادب دوسری ثقافت تک پہنچے اور اس کے اہم پہلوؤں کو درست طریقے سے منتقل کرے۔ ایک مترجم نہ صرف الفاظ کو ترجمہ کرتا ہے بلکہ وہ اس ادب کی روح، اس کے پس منظر، اس کی حاسیت اور اس کی ثقافتی پیچیدگیوں کو بھی نئی زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب ادب کا ترجمہ کیا جاتا ہے، تو یہ نہ صرف زبانوں کا تبادلہ ہوتا ہے بلکہ یہ ثقافتوں کا تبادلہ بھی ہوتا ہے، جس سے دونوں ثقافتوں کے درمیان ایک مثبت اور مفہوم مکالمہ جنم لیتا ہے۔ اس عمل میں مترجم کا کردار بہت اہم ہوتا ہے کیونکہ وہ دونوں ثقافتوں کے درمیان ایک پل کا کام کرتا ہے، جو دونوں طرف کی ثقافتوں کی حقیقت کو سمجھنے اور ان کی قدر کرنے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ بین الاقوامی ادب کے اردو ترجمے نے ادبی ترجمہ اور بین الثقافتی مکالمہ کو مزید فروغ دیا ہے۔ کئی عالمی مصنفین کے کام اردو میں ترجمہ ہو چکے ہیں جنہوں نے نہ صرف اردو ادب کے دائرہ کو وسیع کیا بلکہ مختلف ثقافتوں کی تفہیم میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ مثلاً، ولیم شیکسپیئر، چارلس ڈکنز، فیٔودور دوستوفسکی، اور ایملی برونٹے جیسے عظیم ادبی شخصیات کے تراجم اردو میں ہوئے ہیں، جنہوں نے اردو کے قارئین کو عالمی ادب سے متعارف کرایا۔ اس کے علاوہ، عالمی سطح پر معروف افسانہ نگار جیسے جارج اورویل، فرینز کافکا، اور مارک ٹوئن کی تحریریں بھی اردو میں ترجمہ ہو کر نئی نسل کو ان کی ثقافتی جڑوں تک پہنچا چکی ہیں۔ ان ترجموں کے ذریعے نہ صرف عالمی ادب کی اہمیت اردو میں اجاگر ہوئی بلکہ اردو کے قارئین کو مختلف ثقافتوں کی جڑوں

تک رسائی حاصل ہوئی، جس سے بین الثقافتی مکالمہ کو فروغ ملا۔ ان تراجم نے عالمی ادب کو اردو کے تناظر میں دوبارہ زندہ کیا اور ایک نئے افق کی جانب اس کی سیر کرائی۔

ادبی ترجمہ کے ذریعے ایک زبان کا ادب دوسری زبان میں منتقل ہوتا ہے، جس سے اس ادب کی عالمی سطح پر پذیرائی حاصل ہوتی ہے۔ جب ایک ثقافت کا ادب دوسری ثقافت میں منتقل ہوتا ہے، تو نہ صرف اس ادب کی شکل بدلتی ہے بلکہ اس کے ذریعے نئی ثقافتوں کو سمجھنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب اردو ادب کو انگریزی میں ترجمہ کیا جاتا ہے، تو اس سے نہ صرف اردو کی کہانیاں اور افسانے انگریزی کے قارئین تک پہنچتے ہیں بلکہ ان کے ذریعے اردو کی ثقافت، تاریخ، اور معاشرتی مسائل بھی عالمی سطح پر اجاگر ہوتے ہیں۔ مترجم کے ذریعے اس ادب کی اصل حقیقت اور جذبات نئی زبان میں منتقل ہوتے ہیں، اور اس طرح دونوں ثقافتوں کے درمیان ایک گہرا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ مترجم کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اصل متن کی روح کو نئی زبان میں ویسے ہی محفوظ رکھے جیسے وہ اصل زبان میں تھی۔ اس کے لیے مترجم کو دونوں ثقافتوں کی گہری تفہیم اور ان کے لسانی و ثقافتی فرقوں کا علم ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ درست ترجمہ فراہم کر سکے۔ یہ پر فعال عمل ہے جو مختلف قوموں کے درمیان آپسی تعلقات اور افہام و تفہیم کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کام کرتے ہیں اور مختلف ثقافتوں کی قدر اور احترام بڑھانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ادبی ترجمہ میں جب ایک زبان کے ادب کو دوسری زبان میں منتقل کیا جاتا ہے، تو اس کے ذریعے ایک نئی ثقافت کی عکاسی ہوتی ہے، جس سے قاری اس ثقافت کے بارے میں زیادہ آگاہی حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح، بین الثقافتی مکالمہ میں مختلف ثقافتیں ایک دوسرے کے خیالات، نظریات، اور روایات کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ جب ادب کا ترجمہ کیا جاتا ہے، تو یہ مکالمہ ایک نئی جہت اختیار کرتا ہے، کیونکہ قاری کو نہ صرف اس ادب کی کہانیوں سے واقفیت حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ اس ثقافت کے لوگوں کی روزمرہ زندگی، ان کے مسائل، اور ان کے تصورات کو بھی سمجھتا ہے۔ اس سے دونوں ثقافتوں میں احترام اور تعاون کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

ادبی ترجمہ اور بین الثقافتی مکالمہ کی اہمیت اس وقت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے جب ہم عالمی سطح پر امن اور ہم آہنگی کی بات کرتے ہیں۔ جب ایک ثقافت کا ادب دوسری ثقافت میں ترجمہ کیا جاتا ہے تو اس کے ذریعے عالمی سطح پر ایک مثبت پیغام جاتا ہے، جو دونوں ثقافتوں کے درمیان تعلقات کی نوعیت کو بہتر بناتا ہے۔ یہ عمل نہ صرف ادب کی خوبصورتی کو دوسرے قارئین تک پہنچاتا ہے بلکہ اس کے ذریعے دنیا بھر کی مختلف قوموں کو ایک دوسرے کے تجربات اور

تصورات سے آگاہی ملتی ہے۔ ادبی ترجمہ کا عمل ان اختلافات کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے جو مختلف ثقافتوں کے درمیان موجود ہوتے ہیں، اور یہ دونوں طرف کی ثقافتوں کو آپس میں جوڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے ذریعے انسانوں کے درمیان ایک مشترک فہم پیدا ہوتی ہے، جو عالمی سطح پر امن اور ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے۔ اس طرح ادبی ترجمہ اور بین الثقافتی مکالمہ کے ذریعے ہم دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ثقافتوں کے درمیان ایک مضبوط تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جب ادب کا ترجمہ کیا جاتا ہے تو یہ نہ صرف زبان کی تبدیلی ہوتی ہے، بلکہ یہ ایک ثقافت کی مکمل تشریح کا عمل بھی ہوتا ہے۔ مترجم اس دوران ان ثقافتی اجزاء کو نئی زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اصل ادب کا حصہ ہیں۔ یہ عمل ثقافتوں کے درمیان ایک گہرا تبادلہ پیدا کرتا ہے، جہاں دونوں ثقافتیں ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھتی ہیں۔ جب ایک زبان کی کہانی دوسری زبان کے قارئین تک پہنچتی ہے، تو یہ دونوں ثقافتوں کے درمیان ایک پل کا کام کرتی ہے، جس سے نہ صرف ادب کا تبادلہ ہوتا ہے بلکہ دونوں طرف کی ثقافتوں کی گہرائی اور پیچیدگیوں کا بھی ادراک حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح، ادبی ترجمہ اور بین الثقافتی مکالمہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ثقافتی اور لسانی ہم آہنگی کو بڑھاتے ہیں اور دنیا کے مختلف حصوں کے درمیان روابط کو مستحکم کرتے ہیں۔

ادبی ترجمہ اور بین الثقافتی مکالمہ کا عمل نہ صرف مختلف زبانوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے، بلکہ یہ انسانوں کی ثقافتی تفہیم اور احترام کو بھی مستحکم کرتا ہے۔ جب ایک زبان کے ادب کو دوسری زبان میں منتقل کیا جاتا ہے، تو اس کے ذریعے نہ صرف اس ادب کی کہانیاں اور افکار دوسری قوموں تک پہنچتے ہیں، بلکہ اس کے ذریعے مختلف ثقافتوں کی حقیقتیں، روایات، اور نظریات بھی اجاگر ہوتے ہیں۔ اس سے دونوں ثقافتوں کے درمیان ایک نیا فہم اور گہری مشترکہ سوجھ بوجھ پیدا ہوتی ہے، جو دونوں کے تعلقات کو مستحکم کرتی ہے۔ ادبی ترجمہ کے عمل میں مترجم کی محنت اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ اصل ادب کی روح اور اس کی ثقافتی اہمیت نئی زبان میں صحیح طور پر منتقل ہو۔ اسی طرح، بین الثقافتی مکالمہ بھی اس عمل کو آگے بڑھاتا ہے کیونکہ جب ایک ثقافت اپنے ادب کو دوسرے ثقافتی سیاق و سباق میں پیش کرتی ہے، تو اس کے ذریعے ایک نیا افق کھلتا ہے، جس سے دونوں ثقافتیں آپس میں جڑتی ہیں اور ایک دوسرے کے خیالات اور تصورات کو بہتر طور پر سمجھ پاتی ہیں۔ ان دونوں عوامل کے امتزاج سے عالمی سطح پر ہم آہنگی اور امن کی فضا پیدا ہوتی ہے، جہاں مختلف قومیں ایک دوسرے کو عزت دیتی ہیں اور ایک دوسرے کی ثقافتوں کو سراہتی

ہیں۔ اس طرح، ادبی ترجمہ اور بین الثقافتی مکالمہ دونوں ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں جو ثقافتی حدود کو مٹاتے ہوئے عالمی سطح پر انسانیت کے مشترکہ تجربات کو نمایاں کرتا ہے۔

حوالہ جات

1. فاروقی، سہیل احمد (2012ء)، "ادبی تراجم"، نئی دہلی، دہلی کتاب گھر، ص 43۔
2. جمیل جالبی، ڈاکٹر، ترجمے کے مسائل، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 2014ء، ص 153۔
3. Nicolas Safetco, How to Translate, Nicolas Safetco Publications, Romania, 2015, p. 245.
4. Italo Calvino, Crossing Cultural Boundaries in East Asia and Beyond, Brill Academic Publishers, New Zealand, 2021, p. 175.
5. جیلانی کامران، ترجمہ: روایت اور فن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1985ء، ص 23۔
6. رشید امجد، ڈاکٹر، فنِ ترجمہ کے اصولی مباحث، مشمولہ رودادِ سیمینار: اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 2017ء، ص 24۔
7. Goethe, Johann Wolfgang von, 2004, The Invisibility of the Translator: A History of Translation, London, Routledge Publications, p. 99.
8. مسکین علی حجازی، پروفیسر، صحافتی زبان، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2007ء، ص 73۔
9. جمیل جالبی، ڈاکٹر، ارسطو سے ایلیٹ تک، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2003ء، ص 13۔
10. سید عابد حسین عابد، ڈاکٹر، اردو ادب میں فنِ ترجمہ نگاری کی روایت، ہم سب، لاہور، 2017ء، ص 1۔
11. Maurice Blanchot, The Invisibility of the Translator: A History of Translation, Routledge Publications, London, 2004, p. 308.